

رسائل و مسائل

جہادِ اکبر و جہادِ اصغر

عاصم نعانی

سوال:- سورۃ الحج کی آخری آیت: **وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ** کی تشریح کرتے ہوئے سید مودودیؒ نے بغیر حوالے کے ایک حدیث نقل کی ہے، " **قَدْ مَنَّ اللَّهُ خَيْرَ مَقْدِيمٍ مِّنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ** " اس پر ایک صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے۔ امام ابن تیمیہؒ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اس کے حدیث ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف پڑتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ..... **فَضَلَّ اللَّهُ الْمَجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَحَبُّ عَظِيمًا**۔

براہ مہربانی اس کی وضاحت فرمائیے۔ اگر مذکورہ بالا فی الواقع حدیث ہے تو اس کا حوالہ کیا ہے اور مذکورہ آیت کے پیش نظر اس کا مفہوم کیا ہے۔

جواب:- آپ کے سوال کا جواب درج ذیل ہے۔ پہلے آپ حدیث مذکورہ کا پورا متن ملاحظہ فرمائیں اور ساتھ ہی حوالہ جات۔ پھر اس کی تشریح کی جائے گی اور مفسرین کی آراء پیش کی جائیں گی۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:-

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ قَدِيمٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمٌ غَزَاةٍ فَقَالَ قَدِيمٌ خَيْرٌ مَّقْدِمٌ، قَدِيمٌ مِّنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ..... **مَجَاهِدَةٌ أَعْبَدُ هَوَاةً**۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجاہدین کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضور نے اُن کا غیر مقدم کیا اور فرمایا! تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس آگئے ہو، آدمی کا خود خواہش نفس کے خلاف جدوجہد کرنا بڑا جہاد ہے۔ یہ حدیث کنز العمال کی کتاب الجہاد میں موجود ہے اور حدیث کی مشہور کتاب المدلیبی میں بھی ہے مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم و مغفور نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں سورہ الحج کی مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اس حدیث کو البیہقی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

علامہ آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں سورہ الحج کے اس مقام کے ذیل میں یہ حدیث درج کی ہے اور انہوں نے بھی اسے البیہقی سے لیا ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ — فی اسنادہ ضعف و غسانی فی مثلہ — یعنی اس کے اسناد میں ضعف ہے لیکن اس قسم کی حدیثوں کا ضعف قابل برداشت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس حدیث کا مضمون صحیح ہو اور درایت کوئی نقص نہ ہو اور بعض دوسری احادیث اس مضمون کی تائید کرتی ہوں تو ایسی حدیث کے روایتاً ضعف سے چشم پوشی کی جائے گی۔ زیر بحث حدیث کے مضمون پر ہم آگے بحث کر رہے ہیں۔

علامہ زعزعیؒ نے تفسیر کشاف میں اور امام فخر الدین رازیؒ نے تفسیر کبیر میں سورہ الحج کے اسی مقام پر اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ البتہ اس کے الفاظ قدرے مختلف ہیں جس سے شبہ ہوتا ہے کہ غالباً وہ دوسری حدیث ہے مگر ان دونوں بزرگوں نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں:—

وَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَزْوَةِ تَبُوكَ
قَالَ: سَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ۔

رجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس آگئے ہیں)۔

یہی الفاظ صاحب کشاف نے ذکر کیے ہیں۔ البتہ انہوں نے غزوہ تبوک کے بجائے — انہ سجع من بعض غن و اتہ — کے الفاظ لکھے ہیں۔ یعنی حضور کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے تو مذکورہ بالا الفاظ بیان فرمائے۔

اب ہم حدیث ذریعہ بحث کے نفس مضمون کی طرف آتے ہیں اور مفسرین کی آراء پیش کرتے ہیں؛ جہاد اکبر سے مراد اپنی خواہشات نفس کے خلاف جہاد ہے۔ آدمی کا اپنا نفس مارہ ہر وقت خدا سے بغاوت پر اگستا رہتا ہے۔ اور ایمان و اطاعت کی راہ سے ہٹانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ جب تک اس اندر کے دشمن کو ذریعہ نہیں کیا جائے گا۔ آدمی باہر کے کسی جہاد کے لیے آمادہ نہیں ہو سکے گا۔ یہ صحیح اہدۃ العبد ہواۃ (یعنی آدمی کا اپنی خواہشات نفسانی کے خلاف جہاد) ہمہ وقتی بھی ہے اور ہر جاتی بھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے لیے "جہاد اکبر" کے الفاظ بیان فرمائے گئے ہیں۔ اکبر کا لفظ کمیت کے لیے استعمال ہوتا ہے اور کیفیت کے اظہار کے لیے لفظ "افضل" بولا جاتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اعلاۃ کلمۃ اللہ کی خاطر کفار سے قتال کرنا، زخم کھانا، یہاں تک کہ جان تک اس راہ میں قربان کر دینا اور مقام شہادت پر فائز ہو جانا یقیناً افضل ہے۔ مگر وہ وقتی اور ہنگامی جہاد ہے۔ اور مجاہدہ نفس اکبر جہاد ہے۔ کیونکہ یہ ہمہ وقتی اور ہر جاتی ہے۔ یہاں تک کہ میدان قتال میں جہاں ایک مومن اسلحہ جنگ کے لیے بدریں پیکار ہوتا ہے، مجاہدہ نفس و ماں بھی جاری رہتا ہے۔

اب مفسرین کی آراء ملاحظہ کیجیے:-

جَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ - (سورہ الحج آخری آیت)۔ اس کی تفسیر کرتے ہوئے

مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں:-

"حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ہے کہ یہاں جہاد سے مراد اپنے نفس

اور اس کی بے جا خواہشات کے مقابلے میں جہاد ہے۔ اور یہی حق جہاد ہے۔ امام ابوحنیفہؒ

وغیرہ نے اس قول کی تائید میں ایک حدیث بھی حضرت جابر بن عبداللہ سے نقل کی ہے۔

آگے وہی حدیث نقل کی ہے جو ہمارے ذریعہ بحث ہے اور جس کے حوالہ جات اوپر بیان

ہو چکے ہیں۔

امام فخر الدین رازیؒ نے تفسیر کبیر میں حضرت عبداللہ بن مبارک کا یہ قول نقل کیا ہے جو مفتی صاحب

مرحوم نے بیان فرمایا ہے اور آخر میں لکھا ہے، والذولی ان یحمل ذالک علی کل التکالیف

فکل ما امر بہ و نہی عنہ فالما حفظت علیہ جہاد۔ وہ کہتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ اس

جہاد کو ان تمام فراموشیوں اور ذمہ داریوں کے ادا کرنے پر مشمول کیا جائے، جن کا حکم دیا گیا ہے اور جن سے منع کیا ہے۔

تفسیر النفس (مدارک) میں ہے: جَاهِدُوا أَمْرًا بِالْعَنَنِ وَوَجْهًا لِلنَّفْسِ وَالْهَوَىٰ وَهُوَ جِهَادُ الْأَكْبَرِ أَوْ كَلِمَةً حَقِّي عِنْدَ أَمِيرٍ بَاطِلٍ - وکتبہ میں کہ جہاد سے مراد جنگ کرنا ہے یا مجاہدہ نفس اور خواہشات نفس کے خلاف جہاد کرنا مراد ہے اور یہ جہاد اکبر ہے یا ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا کے تحت لکھتے ہیں: هُوَ جِهَادُ النَّفْسِ وَهُوَ جِهَادُ الْأَكْبَرِ (العنكبوت آخری آیت) علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں لکھا ہے:

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ أَمْرًا بِالْعَنَنِ وَوَجْهًا لِلنَّفْسِ وَالْهَوَىٰ وَهُوَ الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ - یہ وہی عبادت ہے جو تفسیر مدارک کے حوالے سے دسویں ہو چکی ہے۔ آگے صاحب کشاف نے زیر بحث حدیث نقل کی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر کشاف سورہ الحج کی آخری آیت کی تفسیر سید قطب شہید اپنی تفسیر "فی ظلال القرآن" میں سورہ الحج کی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَشْتَمِلُ جِهَادَ الْأَعْدَاءِ وَجِهَادَ النَّفْسِ، وَجِهَادَ الشَّيْطَانِ وَالْفُسَادِ کلہا سواء - یعنی اس آیت میں جہاد اور حق جہاد سے مراد دشمن کے ساتھ جہاد بھی ہے، نفس کے ساتھ بھی اور شر و فساد کے خلاف بھی۔ مفسرین کی ان تشریحات کے آخر میں سید مودودی کی تشریح بھی قابل ملاحظہ ہے اور وہ یہ ہے:

”مجاہدہ“ کے معنی کسی مخالف طاقت کے مقابلہ میں کشمکش اور جدوجہد کرنے کے ہیں اور جب کسی خاص طاقت کی نشان دہی نہ کی جائے، بلکہ مطلقاً مجاہدہ کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ ایک ہمہ گیر اور ہمہ جہتی کشمکش ہے۔ مومن کو اس دنیا میں جو کشمکش کرنی ہے اس کی نوعیت یہاں کچھ ہے۔ اسے شیطان سے بھی لڑنا ہے جو اس کو ہر آن نیکی کے نقصانات سے ڈراتا ہے بدی کے فائدوں اور لذتوں کا لالچ دلاتا رہتا ہے۔

اپنے نفس سے بھی لڑنا ہے جو اسے بہ وقت اپنی خواہشات کا غلام بنانے کے لیے زور لگاتا رہتا ہے۔ اسے گھر سے لے کر آفاق تک کے ان تمام انسانوں سے بھی لڑنا ہے، جن کے نظریات، رجحانات، اصول اخلاق، رسم و رواج، طرز تمدن اور قوانین معیشت و معاشرت دین حق سے متضاد مہوں اور اس ریاست سے بھی لڑنا ہے جو خدا کی فرمانبرداری سے آزاد رہ کر اپنا فرمان چلائے اور نیکی کے بجائے بدی کو فروغ دینے میں اپنی قوتیں صرفا کرے۔ یہ مجاہدہ ایک دو دن کا نہیں عمر بھر کا ہے۔ اور دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے ہر لمحہ کا ہے۔ اور کسی ایک میدان میں نہیں، زندگی کے ہر پہلو میں ہر محاذ پر ہے۔ اسی کے متعلق حضرت حسن بصری فرماتے ہیں۔ ان الرجل لیجاء ہدوما ضراب یوما من الدھن بسیف " آدمی جہاد کرتا ہے خواہ کبھی ایک دفعہ بھی وہ تلوار نہ چلائے "

(تفہیم القرآن، سورہ العنکبوت حاشیہ ۵)

محدثین اور شارحین حدیث کی شرحیں بہت طویل ہیں۔ چند ایک پر اکتفا کی جاتی ہے جس سے اس کی اہمیت واضح ہو جائے گی۔

امام بخاریؒ نے کتاب الرقاق میں باب باندھا ہے۔

" مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ "

اس کے تحت امام حجر لکھتے ہیں:-

و المراد بالمجاهدة كف النفس عن اساداتها من الشغل

بغير العبادة وبهذا تظهر مناسبة الترجمة لحدیث الباب۔ و

قال ابن بطال: جہاد المرء نفسه هو الجہاد الاكمل۔ قال ان الله

تعالی: واما من خاف مقام ربه و اتقى النفس عن الهوى

فان الجنة هي المأوى۔ (فتح الباری، ج ۱۱ ص ۲۸۹)

وہ کہتے ہیں کہ مجاہدہ سے مراد یہ ہے کہ آدمی عبادت کے علاوہ دوسرے مشاغل میں پڑنے سے اپنے

آپ کو روکے۔ حدیث کے عنوان سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ ابن بطال نے

اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آدمی کا اپنے نفس کے خلاف جہاد، جہاد اکمل ہے اور بطور استدلال

قرآن کریم کی آیت نقل کی ہے جس کا ترجمہ ہے! "جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے کا خواہش کیا اور نفس کو بڑی خواہشات سے باز رکھا، جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔"

(سورہ نازعات - ۴۰ - ۴۱)

ارشاد الساری شرح بخاری میں ہے - اسی مذکورہ بالا عنوان کے تحت وہ کہتے ہیں :-
 وَمَطَابِقَةُ الْعَدِيَّتِ لِلتَّرْجِمَةِ مِنْ جِهَةِ آتٍ فِيهِ مَجَاهِدَةُ النَّفْسِ
 فِي التَّوْحِيدِ وَجِهَادِ الْمَرْءِ نَفْسَهُ هُوَ الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ - قَالَ تَعَالَى
 وَآمَنَ مَنْ خَافَ (سورہ نازعات کی مذکورہ بالا آیت)۔
 آگے لکھتے ہیں:

و اصل المجاهدة و ملاكها فطمح النفس عن المألوفات و
 حذلها على خلاف هواها في عموم الاوقات -

کہتے ہیں کہ امام بخاری کے ترجمہ باب سے ظاہر ہوتا ہے کہ توحید پر اپنے آپ کو قائم رکھنا مجاہدہ ہے اور اس پہلو سے نفس کے خلاف جہاد کرنا ہی جہاد اکبر ہے۔ دلیل میں قرآن کریم کی وہی آیت درج کی ہے جس کو امام ابن حجر نے بھی اپنی دلیل بنا یا ہے۔
 ترمذی شریف میں فضائل جہاد میں حدیث ہے۔

عن فضالة بن عبيد قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
 يقول المجاهد من جاهد نفسه -

اس پر مولانا احمد علی محدث سہارنپوری نے "جَاهِدَ نَفْسَهُ" کے نیچے لکھا ہے: هَذَا هُوَ
 الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ -

اسی حدیث کی تشریح بیان کرتے ہوئے "تحفة الاحوزی" کے اناظر یہ ہیں:

جَاهِدَ نَفْسَهُ" ای قهر نفسه الامارة بالسوء على ما فيه رضا الله
 من فعل الطاعة وتجنب المعصية وجهادها اصل كل جهاد فانه
 ماله يجاهد ماله - يبيكنه جهاد العدو الخ -

تحفة الاحوزی جلد ثالث ص ۲

کہتے ہیں کہ جاہد نفسہ سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کو ایسے کاموں پر بھروسہ نہ رکھنا جن میں رشتہ الہی کا حصول ہو اور گناہوں سے بچائے رکھنا۔ یہ جہاد اصلی جہاد ہے اس لیے کہ یہ جہاد کر کے نفسانی خواہشات کو مغلوب نہ کیا گیا ہو تو دشمن کے ساتھ جہاد ممکن نہیں ہے۔

اسی سے ملتی جلتی عبارت "کو کب الدرہ" میں بھی ہے جو ترمذی پر مولانا رشید احمد گنگوہی مرحوم کی تفسیر ہے۔

سوال میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی طرف منسوب کر کے کہا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں زیر بحث حدیث، حدیث نہیں ہے۔ ہم نے فتاویٰ عزیزی اصل فارسی منگوا کر دیکھا ہے۔ اس میں حضرت شاہ صاحب مرحوم ایک سوال کے جواب میں حدیث "سَجَّحْنَا مِنْ جِهَادِ الْأَصْحَابِ إِلَى جِهَادِ الْأَكْبَرِ" کے بارے میں لکھتے ہیں:-

ابن کلام در کتب صوفیہ بسیار مستعمل است و نزدیک ایشان حدیث نبوی است بلکہ در کلام بعضے علماء محدثین نیز این عبارت در مقام استشہار بہ افضلیت جہاد نفس دیدہ شدہ۔ لیکن در کتابے از کتب حدیث یاد نیست کہ دیدہ باشم۔

عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ شاہ صاحب مرحوم نے اس حدیث ہونے سے انکار نہیں کیا، بلکہ یہ کہا ہے کہ حدیث کی کسی کتاب میں مجھے یاد نہیں ہے کہ دیکھی ہو۔ البتہ وہ فرماتے ہیں کہ علماء محدثین کے کلام میں انہوں نے اسے دیکھا ہے، گویا محض صوفیہ کی کتابوں میں نہیں۔ محدثین کی کتابوں میں بھی انہوں نے یہ حدیث دیکھی ہے۔ آگے شاہ صاحب خود اس حدیث کی تشریح کرتے ہیں، اول صحیحین کی حدیث "الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ" کو اس کی تائید میں بیان فرماتے ہیں۔

ملاحظہ ہو فتاویٰ عزیزی ج ۱ اقل۔

اس لیے شاہ صاحب مرحوم کی طرف اس حدیث سے انکار کا انتساب درست نہیں ہے۔

رہ امام ابن تیمیہؒ کا اس حدیث کے بارے میں عدم ثبوت کا معاملہ تو اس پر ہم گفتگو کرنے کی پوزیشن میں اس لیے نہیں ہیں کہ ہمیں آنے والا وہ کتاب حاصل نہیں ہو سکی جس میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اس حدیث پر بحث کی ہے۔ بہر حال ہم اپنی بات احادیث اور تفسیر کے حوالوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔

لیکن جہان تک جہادِ نفس کی اہمیت کا تعلق ہے، جس کی بنا پر اسے جہادِ اکبر قرار دیا گیا ہے، اس پر امام ابن تیمیہؒ کے لائق شاگرد علامہ ابن قیمؒ نے اپنی کتاب "الفوائد" میں اس کی تشریح فرمائی ہے، ملاحظہ ہو:-

قال تعالى: وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا -

عَلَى سَبِيلِهِ الْمَهْدَى بِالْجِهَادِ - فَاكْمَلِ النَّاسَ هِدَايَةَ اعْظَمِهِمْ
جِهَادًا وَافْرَضِ الْجِهَادَ النَّفْسِ وَجِهَادَةَ الْهَوَى وَجِهَادَ الشَّيْطَانِ وَ
جِهَادَ الدُّنْيَا - فَمَنْ جَاهَدَ هَذِهِ الْأَسْبُعَةَ فِي اللَّهِ هَدَاهُ اللَّهُ سَبِيلَ
سُخَاةِ الْمَوْصِلَةِ إِلَى جَنَّةٍ وَتَرَكَ الْجِهَادَ فَاتَهُ مِنَ الْهُدَى بِحَسَبِ
مَا عَطَلَ مِنَ الْجِهَادِ - قَالَ جَنِيدٌ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا هَوَاهُمْ
فِينَا بِالتَّوْبَةِ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سَبِيلَ الْإِخْلَاصِ وَلَا يَتِمُّكَ مِنْ
جِهَادِ عَدُوِّكَ فِي الظَّاهِرِ إِلَّا مَنْ جَاهَدَ هَذِهِ الْأَعْدَاءَ بِأَطْنَأِ
فَمَنْ نَصَرَ عَلَيْهَا نَصَرَ عَلَى عَدُوِّهِ وَمَنْ نَصَرَ عَلَيْهِ نَصَرَ عَلَيْهِ
عَدُوُّهُ" — الفوائد لابن قيم -

فصل اتقوا الله واجملوا في الطب فائدة ۱۷

مفہوم اس عبارت کا یہ ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں، ہم انہیں ہدایت کی راہ دکھاتے ہیں۔ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ نے ہدایت کو جہاد کے ساتھ معلق کیا ہے۔ پس جو آدمی جہاد میں جتنا با عظمت ہوگا ہدایت میں بھی اتنا ہی کامل ہوگا۔ جہاد کی فرضیت میں تمہارا ایک پر جہادِ نفس ہے۔ پھر ہوائے نفسانی کے خلاف جہاد ہے۔ پھر شیطان کے ساتھ جہاد ہے۔ اور پھر دنیا کے ساتھ۔ پس جس نے یہ چار جہاد کیے اللہ کی خاطر تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی خوشنودی تک پہنچنے کی راہ دکھائے گا اور جنت کی رہنمائی فرمائے گا۔ اور جس نے جس حد تک انہیں ترک کیا، اسی حد تک ہدایت سے محروم رہے۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں (اسی آیت کی تشریح کرتے ہوئے) کہ جنہوں نے خواہشاتِ نفسانی کے خلاف جہاد کیا اور توبہ کی ہم ان کے دلوں میں اخلاص پیدا کر دیں گے۔ اور جو متذکرہ

چار باطنی دشمنوں کے خلاف مجاہدہ نہ کرے وہ ظاہری دشمن کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا۔ پس جس نے ان پوشیدہ چار دشمنوں پر غلبہ پالیا وہ ظاہری دشمن (کفار و مشرکین) پر بھی غالب رہے گا۔ اور جو ان چاروں کے مقابلے میں مغلوب ہو گیا۔ وہ کفار کے جہاد میں بھی مغلوب ہو جائے گا۔ سوال میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ اپنے مفہوم و مدعا میں بالکل واضح ہے۔

فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا (النساء: ۷۵)
(اللہ تعالیٰ کے ہاں مجاہدوں کی خدمات کا بدلہ بیٹھنے والوں سے بہت زیادہ ہے)

ہم نے اب تک جو بحث کی ہے وہ یہ نہیں ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد (جنگ) کرنے سے محض جہادِ نفس افضل ہے۔ ہماری بحث کا مقصد جیسا کہ شروع میں واضح کیا گیا ہے یہ ہے کہ جہادِ نفس ہمہ وقتی، ہمہ جہتی اور قتالی فی سبیل اللہ کا پیش خیمہ ہونے کا بنا پر جہادِ اکبر ہے۔ اور حدیث میں مجاہدہ نفس کو سب اول اکبر ہی کہا گیا ہے۔ جہادِ افضل نہیں کہا گیا۔ یہ جہادِ اکبر بھی اس صورت میں ہے جب کہ قتالی گنہ پر پیش نظر نہ ہو، بلکہ یہ تو قتالی کی تیارگی کے لیے مطلوب ہے۔ قتالی فی سبیل اللہ سے گریز اور فرار کی صورت میں یا تو آدمی منافق ہوتا ہے یا نفاق کا مریض۔ امام مسلمین کی طرف سے جہاد کے لیے فیقر عام کی صورت میں پہلوتی کرنا ایمان کو مشتبہ بنا دیتا ہے۔ اس آیت میں ان بیٹھنے والوں کا ذکر ہے جو جہاد کے فرض کفارہ ہونے کی صورت میں میدانِ جنگ میں جانے کے بجائے دوسرے نیک کاموں میں لگے رہتے ہیں۔

سب جہاد کے لیے تیاری جہادِ ضروری ہے، اس وجہ سے تیاری جہاد بھی جہاد میں داخل ہے تیاری جہاد کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ سپاہی تو اسلحہ کی تربیت دی جاتی ہے، عسکری نقل و حرکت کے طریقے سکھائے جاتے ہیں جنگی مشقیں کرائی جاتی ہیں۔ اور لیسادات اس کام میں لمبی مدت کھپ جاتی ہے۔ یہ سب جہاد ہے۔ اسی طرح دوسری قسم کی تیاری جنگِ یہ ہے کہ نہ صرف ایک مسلمان گروہ کو نظم و ضبط اور اطاعتِ امر کی تربیت دی جائے بلکہ اس میں ایمان و اعتقاد کو مضبوط بنایا جائے، اس میں دیانت و امانت پیدا کی جائے، اسے تعلق باللہ کی معرفت سے آراستہ کیا جائے۔ اس میں تقویٰ کا فرما ہو، اسے اپنی خواہشات و جذبات پر قابو حاصل ہو۔ تیاری جہاد کا یہ پہلو زیادہ کٹھن ہے اور بالعموم زیادہ دقت لیتا ہے۔ اس دوسری تیاری کو عملی الخصوص جہادِ اکبر کہا گیا ہے یعنی بڑی لمبی اور مشکل لڑائی (فن میں)